قطبین میں نماز روزہ کا حکم

تصنیف

مفتی نقاش چمن قادری

ناشر

ارفع اسکالز اکیڈمی انٹرنیشنل

اسلام ایک مکمل اور جامع دین ہے جو ہر دور، ہر علاقہ، ہر رنگ و نسل اور ہر ایک کو ان کے مسائل کا حل بتاتا ہے۔کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسلام نے مجھے میرے مسائل کا حل نہیں بتایا۔ شمال، جنوب، مشرق، مغرب سردی گرمی کے رہنے والوں کے اختلاف مزاج اور اختلاف حالات کے باوجود اسلام کے اصول و قوانین سب کے لیے فائدہ مند ہیں۔ زندگی کا کوئی ایسا حصہ کوئی ایسا پہلو نہیں جس کے بارے میں اسلام نے رہنمائی نہ کی ہو ،پھر اسلام کا کوئی قانون ایسا نہیں جو انسانی عمل کے دائرہ اختیار میں نہ ہو۔

اللہ رب العزت فرماتا ہے۔

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا (سورہ البقرہ)

ترجمہ:۔اللہ مکلف نہیں کرتا کسی بھی جان کو اس کی وسعت سے زیادہ۔

اس آیت کریمہ میں اس بات کا واضح اعلان موجود ہے۔یہ ایک چیلنج ہے جسکی صداقت روزبروز بڑھتی چلی جا رہی ہے۔اگر ہم دیانتدارنہ طور پر معاشرے

کا مطالعہ کریں تو ہم پر یہ حقیقت آشکار ہوگی کہ صدہا جدید مسائل پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں مگر اسلام نے ان مسائل کی پیدائش سے پہلے ہی ان کا حل ہمیں بتا دیا ہے۔قرآن و حدیث نے اصول بتا دیے پھر فقہ و اجتہاد نے ان اصولوں سے قوانین بنائے اور ان گنت جزئیات مرتب کیے۔اگر کسی مسئلے کا واضح جزیہ موجود نہیں تو علماء اصول و قوانین کی روشنی میں اس مسئلے کا حل تلاش کرکے بیان فرما دیتے ہیں۔گویا اسلام نے کبھی بھی کسی کو بھی بے یارومددگار نہیں چھوڑا۔اور یہ اللہ رب العزت کا فضل و کرم ہے۔

دین میں آسانی ہے:۔

موسموں کا بدلنا اور دن رات کا آنا جانا تو ہر جگہ ہے مگر بعض جگھوں پر یہ اختلاف کچھ زیادہ ہے،کرہ ارض کے شمالی علاقوں میں شدید سردی اور دن رات کے غیر معمولی اختلاف نے نماز اور روزہ کے مسائل میں نئی صورت حال پیدا کر دی،نماز اور روزہ کے عمومی مسائل پر ان علاقوں میں عمل مشکل بلکہ

بعض اوقات ناممکن ہو جاتا ہے۔ لیکن علماء کرام نے اصول و قوانین کی روشنی میں ان مسائل کا بھی حل بیان فرما کر امت محمدیہ پر احسان عظیم فرمایا ہے۔

فجر اور عشاء کے وقت کا نہ آنا:۔

کرہ ارض کے شمالی علاقوں میں سال میں کم و بیش 40 روز ایسے ہوتے ہیں جہاں مغرب کو سورج غروب ہونے کے بعد ابھی آسمان پر شفق موجود ہوتی ہے کہ دوبارہ صبح ہو جاتی ہے اور سورج نکل آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب شفق غروب نہ ہو عشاء کا وقت شروع نہیں ہوتا۔اس صورت میں وہاں کے رہنے والوں کے لیے نماز عشاء اور وتر کا وقت پر ادا کرنا ممکن نہ رہا اور اسی طرح روزہ رکھنا بھی ممکن نہ رہا، کیونکہ روزہ کی ابتداء طلوع فجر ہے اور طلوع فجر رات کی تاریکی کے بعد آتی ہے۔ان علاقوں میں ان دنوں میں چونکہ شفق بھی غروب نہیں ہوتی اس طرح رات کی تاریکی کا پایا جانا نہ ہوا جب رات کی تاریکی نہ پائی گئی تو روزہ کی ابتداء طلوع فجر نہ پائی گئی تو پھر روزہ رکھنا ممکن نہ رہا اور یہ بھی ممکن نہیں کہ مسلمان ان دنوں روزہ افطار ہی نہ کریں،افطار کئے بغیر شام

ہی سے روزے کی ابتداء کر دیں ایسا کرنا انسانی طاقت میں نہیں۔اگر ان ایام میں رمضان آجائے تو روزہ رکھنا ناممکن ٹھہرا۔

قطبین کی معرفت:۔

اسلامی فتوحات اور مسلمان تاجروں سے بڑی تیزی سے اسلام پوری دنیا تک پہنچایا۔ مشرق، مغرب، شمال، جنوب کے دوردراز تک بھی مسلمان پہنچے۔قطب شمالی کے علاقہ بلغار میں اسلام تیسری صدی ہجری میں پہنچ گیا۔ بلغار کی ریاست دریائے کاما اوروالگا کے پہلو میں واقع تھی، جس میں بلغار نامی ترک قوم آباد تھی۔ فن لینڈ کو فتح کر کے نئی سلطنت بلغار کے نام سے قائم ہوئی۔

یہ شہر ایک بین الاقوامی تجارتی منڈی تھا۔اسی لیے یہاں غیر ملکی تاجر وغیرہ آیا جایا کرتے تھے۔اس لیے 300ھ/912 ء سے پہلے اسلام یہاں آ چکاتھا۔ 309ھ،310ھ/922 ء میں خلیفہ مقتدر باللہ نے شاہ بلغار کے دربار میں ایک وفد بھیجا۔اس وفد میں ابن فضلان ایسا مورخ بھی شامل تھا۔ 309ھ،310ھ/921ء،922ء میں امیر بلغار میکائیل بن جعفر بن

عبداللہ تھا۔337ھ/948ء میں امیر بلغار طالب بن احمد تھا۔366ھ/976ء،977ء میں مومن بن احمد اور اس کے بعد 370ھ/980ء تک مومن بن حسن امیر بلغار تھا اور ان امیروں کے نام سکوں پر کندہ ہوتے تھے۔

بلغرسکوئی کے قریب کھنڈرات کی کھدائی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر دارلحکومت تھا۔ییاں لوگ فقہ حنفی کے مقلد تھے اور یہاں باقاعدہ مساجد تھیں ،امام،مقتدی، خطیب اور موذن موجود تھے۔یہاں سردیوں میں دن چھوٹے اور راتیں بڑی ہوتی تھیں اب بھی وہاں ایسا ہی ہے ۔اور موسم گرما میں معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے،شمالی عرض بلد کے علاقہ کی اس خصوصیت نے جس سے دوسرے اسلامی ممالک کو سابقہ نہیں پڑا تھا جلد ہی علماء کو اس نئی صورتحال کی طرف متوجہ کیا،اور اس موضوع پر ایک طویل بحث شروع ہوگئی کہ ان مسائل کا صحیح حل کیا ہے اور یہاں کے باشندے ان ایام میں

نماز اور روزے کی ادائیگی کس طرح کریں۔ **(اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج 4 ص 800 تا 806 طبع اول)**

شمس الائمہ اور سیف السنتہ کا مکالمہ:۔

سب سے پہلے یہ مسئلہ شمس الائمہ عبدالعزیز احمد حلوانی بخاری **(رحمتہ اللہ علیہ)** کی خدمت میں پیش ہوا کہ ان علاقوں میں ان دنوں کی نماز عشاء وتر اور غالبا رمضان کے روزوں کا کیا حکم ہے؟آپ نے وجوب عشاء وتر اور روزہ کا حکم دیا اس کے بعد یہ سوال ان کے ہم عصر شیخ کبیر سیف السنتہ سیف الدین بقالی کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے عدم وجوب کا فتوی دیا۔جب یہ جواب حضرت شمس الائمہ حلوانی کو پہنچا تو آپ نے سائل کو حضرت سیف الدین بقالی کی خدمت میں بھیجا کہ جامع مسجد خوارزم میں عوام کی موجودگی میں شیخ بقالی کی خدمت میں یہ سوال کے کہ جو شخص 5 نمازوں میں ایک نماز ساقط کر دے اس کے متعلق آپ کا کیا فتوی ہے؟کیا وہ کافر ہے؟تو حضرت بقالی نے یہ سمجھتے ہوئے کہ سوال میرے ہی فتوی پر ہے فورا فرمایا۔

مالم تقول فیمن قطع یداہ مع المرفقین اورجلاہ مع الکعبین کم فرائض وضوءہ۔

(صیغری شرح منیۃالمصلی ص 134۔مطبع ناصری

غنیۃ المستعلی شرح منیۃالمصلی ص 229 مطبع احمدی)

ترجمہ:۔جس شخص کے دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت یا دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت کٹے ہوں اسکے وضو کے کتنے فرائض ہیں؟

سائل نے جواب دیا ۔

اس کے حق میں وضو کے فرائض تین ہیں۔کیونکہ فرض ہاتھ یا پاؤں دھونے کے فرض کا محل ہی نہ رہا۔

اس پر حضرت بقالی نے فرمایا۔

اس طرح پانچویں نماز اس لئے ساقط ہے کہ اس کا وقت ہی نہ پا گیا۔ جب یہ حضرت حلوانی کو ملا تو آپ نے پسند فرمایا اور اپنے فتوی سے رجوع فرماتے ہوئے حضرت بقالی کی موافقت فرمائی۔

علماء متقدمین کا اختلاف اور شرعی ضابطے:۔

قطبین کے قریب جہاں انسانی آبادی ممکن ہے وہاں کے لوگوں پر 5 وقت کی نماز اور روزوں کے وجوب اور عدم وجوب پر علماء متقدمین کی مختلف موقف ہیں اس اختلاف کا باعث بھی شرعی ضابطے ہیں۔

اول:۔ نماز کی فرضیت کے نصوص قطعیہ قرآن و حدیث اور اجماع امت کی صورت میں موجود ہیں مگر 5 اوقات کی فِرض نماز کا ثبوت احادیث اور اجماع امت سے ہے اسکا انکار کفر ہے۔

دوم:۔پانچ وقتہ نماز کی فرضیت اپنے اوقات مقررہ سے مشروط ہے۔جب اور جہاں وقت پایا گیا نماز فِرض ہوئی اور جہاں کسی نماز کا وقت ہی نہ ملے وہاں وہ نماز فِرض ہی نہیں۔

سوم:۔ ارکان اسلام پانچ ہیں۔کلمہ شہادتین کی گواہی،نماز،روزہ،زکوۃ اور حج۔ارکان اسلام کا پانچ ہونا قرآن و حدیث کے قطعی دلائل سے ثابت ہے۔ان کا انکار کفر ہے۔

چہارم:۔ رمضان کے روزوں کی فرضیت رمضان کا مہینہ پانے سے ہے جب اور جہاں رمضان کا مہینہ پایا جائے گا روزہ فرض ہو گا۔اور جہاں رمضان نہ پایا گیا روزہ نہیں ہوگا۔

رمضان کا پایا جانا اور علماء کا اختلاف:۔

رمضان کا مہینہ پالینے میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔

مفسر قرآن علامہ عماد الدین اسمعیل ابن کثیر فرماتے ہیں۔

شهد منكم الشهر: هذا ايجاب حتم على من شهد استهلال الشهر اى كان مقيما فى البلد حين دخل شهر رمضان و هو صحيح فى بدنه ان يصوم لامحالة۔

ترجمہ:۔ تم میں جو رمضان کا مہینہ پالے: یعنی رمضان کے چاند کے طلوع کے وقت اس پر روزے قطعی فرض ہیں۔جب کہ وہ کسی شہر میں مقیم ہواور اس کا بدن تندرست ہو وہ ضرور روزہ رکھے۔

(تفسیر ابن کثیر ج 1 ص 216 مطبوعہ دارلاحیاء الکتب العربیہ)

علامہ صاحب کے نزدیک مہینے کے پائے جانے سے مراد ہے کہ جو شخص رمضان کا چاند طلوع ہوتا پائے وہ تندرست بھی ہو اور روزہ رکھنے کی استطاعت بھی رکھتا ہو۔

مشہور مفسر حجتہ الاسلام ابوبکر الرازی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

فمن شهد منكم الشهر فليصمه:بين ان لزوم صوم الشهر مقصور على بعضهم دون بعض و هو من شهد الشهر دون مم لم يشهد۔

ترجمہ :۔ تم میں سے جو یہ مہینہ پائے تو وہ اس مہینے کا عوزہ رکھے۔اس آیت نے واضح کیا ہے کہ روزہ بعض پر فرض کیا ہے۔بعض پر نہیں۔جس نے یہ مہینہ پایا وہ روزہ رکھے اور جس نے نہ پایا وہ روزہ نہ رکھے۔

(احکام القرآن از امام ابو بکر جصاص ج 1 ص 174)

حجتہ الاسلام نے رمضان کا مہینہ پانے یا نہ پانے کی توضیح فرمائی کہ شھود رمضان سے مراد مکلف ہونا ہے۔کیونکہ پاگل مجنون اور وہ جو مکلف نہ ہو وہ ایسا ہے کہ اس نے رمضان پایا ہی نہیں۔رمضان کے مہینے پالینے کا مطلب اس وقت مکلف ہونا ہے۔

اس بحث کو سمیٹے ہوئے امام صاحب فرماتے ہیں۔

جو مکلف نہیں وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے رمضان کا مہینہ پایا ہی نہیں اس سے حکم فرضیت ساقط ہے۔

(احکام القرآن از جصاص ج 1 ص 174)

متاخرین علماء میں سے خاتمۃ المحققین محمد بن المعروف ابن عابدین شامی نے البحرالرائق کے حاشیہ میں ان علاقوں کے رہنے والوں پر نماز عشاء و وتر اور روزہ رمضان کے وجوب اور عدم وجوب کے بارے میں علماء کرام کے فتاوی معہ ان کے دلائل کی وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔

اسی طرح کنز الدقائق علامہ نسفی ان علاقوں میں نماز عشاء اور وتر کے عدم وجوب کے قائل ہیں ۔

علامہ نسفی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں۔

جو آدمی عشاء اور وتر کی نماز کا وقت نہیں پاتا اس پر یہ دونوں نمازیں واجب نہیں۔

(البحرالرائق شرح کنزالدقائق از علامہ ابن نجیم ج 1 ص 246)

مسئلہ 1:- قطبین کے قریب جن علاقوں میں انسانی آبادی ممکن ہے اور وہاں مغرب کا وقت ابھی باقی ہوتا ہے کہ طلوع فجر سے فجر کا وقت شروع ہو جاتا

ہے وہاں کے لوگوں پر نماز عشاء اور وتر واجب نہیں البتہ ان لوگوں کو چاہئیے کہ نماز عشاء اور وتر قضا کر لیں۔

(الدرالمختار فی شرح التنویر الابصار از علامہ ابن حصنکی معہ ردالمختار از علامہ ابن شامی مطبوعہ داراحیاء بیروت ج 2 ص 362 العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ امام احمد رضا قادری ج 4 ص 642)

مسئلہ 2:۔ قطبین کے قریب جہاں انسانی آبادی ممکن ہے اور وہاں روزہ کی ابتداء کا وقت نہیں پایا جاتا۔وہاں کے لوگوں پر روزہ رمضان فرض نہیں البتہ وہ اس کی قضاء ان دنوں میں کریں جب سحری اور افطاری ممکن ہو۔

(الدرالمختار فی الشرح التنویر الابصار از علامہ ابن حصنکی معہ ردالمختار از ابن شامی مطبوعہ بیروت ج 2 ص 366 جد الممتار علی ردالمختار المعروف حاشیہ شامی از امام احمد رضا قادری ج 1 ص 192)

اس مسئلے میں علماء کرام کا ایک موقف یہ بھی ہے کہ ایسے علاقوں کے لوگ اپنے قریب ترین علاقہ جہاں عشاء اور سحری کا وقت پایا جاتا ہو کے وقت کے مطابق اپنے عشاء وتر اور سحری کا وقت مقرر کر کے نماز و روزہ ادا کر لیں۔

وما علینا الاالبلاغ المبین